www.paksociety.com

امتل عزیز شہزاد

تُرسائی

"دو دل مل رہے ہیں... مگر چپکے چپکے..."

لاؤنج کے سفید اور کتھئی پرنٹڈ صوفے پر اطمینان سے براجمان' ایک عالم جذب میں ڈوبا' بے ڈھنگے انداز سے گٹار پکڑے' وہ اپنی بے سُری اور بھونڈی آواز کا سُر بکھیرنے کی ناکام کوشش میں ہلکان تھا۔

ٹھیک اس کے سامنے والے سنگل صوفے پر

ناولٹ

بظاہر دلچسپی مگر درحقیقت کوفت زدہ سے انداز میں ہاتھوں کے پیالے میں اپنا خوب صورت چہرہ گرائے ایمن بڑے ضبط سے بیٹھی تھی۔

"سب کو ہو رہی ہے... ہاں سب کو ہو رہی ہے خبر۔" آنکھیں بند کیے وہ جھوم رہا تھا تب ہی وہ اپنے کمرے سے خونخوار تاثرات سمیت برآمد ہوتی اپنی دادی محترمہ سلطانہ بانو کو نہ دیکھ پایا۔

انہیں اپنی جانب آتا دیکھ کر ایمن ہڑبڑا کر الرٹ ہوئی اور اس نے جھومتے جھامتے ایان کو متوجہ کرنے کی اپنی سی کوشش بھی کی تھی مگر بے سود... کہ وہ "اوریجنل فنکار" دکھائی دینے کی کوشش میں نہ جانے سُر کیت کے کون سے بحر میں ڈوبا ہوا تھا۔

سلطانہ آئیں... ایک ناراض نگاہ ایمن پر ڈالی اس سے قبل کہ آنکھوں کی ناراضی زبان تک پہنچ پاتی... آن واحد میں ایمن وہاں سے کھسک لی۔ اب ان کا روئے مبارک اس عظیم فنکار کی جانب ہوا۔

"دو دل... ہاں دو دل..."

"بھاڑ میں گئے دو دل۔" وہ دہاڑیں۔ "غضب خدا کا... میں پوچھتی ہوں آخر کب ختم ہوگا تمہارا یہ بچپنا۔" وہ شدید طیش میں تھیں۔ دوپہر کا وقت ان کے آرام کرنے کا تھا اور اس وقت ایان کی تانیں...

"ارے! دادی آپ۔" جھٹ سے بڑی بڑی ساحر آنکھیں کھل گئیں' کچھ بوکھلایا بھی' مگر خود پر قابو پا کر گٹار کو سینے سے لگا' بڑی متاثر کن جذباتیت سے گویا ہوا تو آواز سے عزم جھلکتا تھا۔

"یہ بچپنا نہیں... میرا شوق... میرا جنون ہے اور میں اسی شوق کو مستقبل میں اپنا پروفیشن بنانے کا ارادہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

DOWNLOADED FROM
PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رکھتا ہوں۔"

"بہت خوب... اور تمہارے باپ کا چھوڑا ہوا بزنس' اسے کون سنبھالے گا۔" وہ طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

"اوفوہ دادی... مام ہیں نا۔" اس نے جیسے انہیں ناسمجھ جان کر اطلاع دی۔

"لیجیے دادی... یہ ٹھنڈا ٹھنڈا شربت صندل پیجیے... میں نے خاص آپ کے لیے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔" ایمن نے دادی کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی سعی کی۔

"ہاہاہا... شربت ہاتھوں ہی سے بنایا جاتا ہے... چمچوں سے تو بنتے سے رہا۔" ایان نے موقع کی نزاکت دیکھے بغیر اپنی علمیت جھاڑنی ضروری سمجھی۔ جواباً ایمن نے اسے سخت ملامتی گھوری سے نوازکر سر کے اشارے سے وہاں سے جانے کے لیے کہا تو جیسے وہ سب سمجھ کر وہاں سے کھسک لیا۔

سلطانہ جو "جیتی رہو میری بچی" کہہ کر شربت کا گلاس لبوں سے لگا چکی تھیں' شربت کا خالی گلاس ایمن کو تھما کر چونکیں۔

"چلا گیا؟" پھر سی قدر سنجیدگی سے بولیں۔

"آج آنے دو اس کی ماں کو۔ کرتی ہوں اس کا کچھ علاج۔" اور ایمن نے معصومیت سے سر اثبات میں ہلا دینے پر اکتفا کیا۔ ایک مرتبہ پھر ایمن نے اسے بچالیا تھا۔

☼ ☼ ☼

مگر رات ڈائننگ ٹیبل پر پھر وہی موضوع اتفاقاً" چھڑ گیا۔ اور ایمن چاہنے کے باوجود بھی موضوع تبدیل نہ کرسکی۔ بس یونہی ذرا سے چاول اپنے آگے رکھے' انہیں چمچ سے آگے پیچھے کرتی رہی۔

"بھئی ایان کو تو بلاؤ۔ کیا وہ کھانا نہیں کھائے گا؟" یہ سنجیدہ و بردبار شخصیت امجد علی تھے۔ ایمن کے والد۔ ایان کے تایا۔

"جو دن کے ایک بجے ناشتا کرتا ہو۔ اس کی تو ابھی دوپہر ہی سمجھو وہ کیا خاک رات کے آٹھ بجے کھانا کھائے گا۔ بس اٹھنے کے بعد سارا دن اول جلول حلیے میں وہ موا گٹار پکڑے' ہماری سماعتوں کا امتحان لیتا رہتا ہے۔ تابندہ میں تم سے پوچھتی ہوں آخر تم اپنے بیٹے کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس کب دلاؤ گی؟" سلطانہ تو صبح سے منتظر ہی تھیں۔ تابندہ ازحد شرمندہ سی ہو کر وضاحت پیش کرنے لگیں۔

"اماں سب کچھ آپ کے سامنے ہی تو ہے۔ میں تو خود پچھلے ڈیڑھ سال سے اسے مسلسل سمجھانے کی کوشش کررہی ہوں۔ اب تو میں خود اس کی لاابالی طبیعت سے عاجز آگئی ہوں۔ آپ ہی بتائیں کیا کروں۔" وہ چمچ چھوڑ کر سلطانہ کی شکل دیکھنے لگیں۔

"برا مت مانیے گا بھابھی۔ (تابندہ بھیں تو رشتے میں ان سے چھوٹی مگر وہ انہیں بصد احترام بجائے نام لینے کے بھابھی ہی بلاتے تھے) مگر اب اسے مزید ڈھیل دینا کسی طور مناسب نہیں۔ وہ جوان ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کیے بھی اسے دو سال گزر چکے ہیں۔ پھر یہی تو مناسب ترین وقت ہے اپنا کاروبار سنبھالنے کا۔ ابھی سے کام شروع کرے گا تب ہی تو دو تین سال میں اسٹیبلش ہوسکے گا۔" امجد سلاد کا پیالہ اپنے قریب کھسکاتے ہوئے اپنے مخصوص سنجیدہ و متین لہجے میں بولے۔ ماحول ... کچھ ناخوشگوار سا ہو چلا تھا تب ہی۔

"نام عبدل ہے میرا' سب کی خبر رکھتا ہوں۔" ہاتھ میں گرما گرم چپاتیوں کی چنگیر اٹھائے لٹک لٹک کر کنکناتا ہوا عبدل المعروف معصوم کچن سے نمودار ہوا۔ جس نے ہمیشہ کی طرح اپنے اچھے خاصے سراپے کی۔ "گت" بنا رکھی تھی۔ کاسنی موری بند جینز' پیلی ٹی شرٹ کہ جس پر بنے چاقو کی نوک سے لہو ٹپکتا تھا اور ٹپکتے لہو سے لکھا تھا "Kill Me"۔ کندھوں تک آتے تیل میں چپڑے بال (کہ جیل وہ افورڈ نہ کرسکتا تھا)۔ ہاتھوں کی کلائیوں میں سجے رنگ برنگے بینڈز۔ گلے میں موٹی سی کالی ڈوری سے لٹکتا نقلی نگینے جڑا دل کی شکل کا پینڈنٹ۔ وہ ان کے پرانے نوکر شرف

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

الدین کا بیٹا تھا۔ بچپن سے یہیں تھا۔ اب شرف الدین تو ریٹائر ہو چکا تھا اس کی جگہ معصوم نے چارج سنبھال لیا تھا۔ اس نے لاکر بڑے اسٹائل سے چنگیر میز پر امجد کے عین سامنے رکھی۔

"میاں عبدل" امجد نے ایک روٹی چنگیر سے اٹھا کر بغور دیکھی "بہتر ہے کہ تم سب کی خبر رکھنے کے بجائے اپنے کاموں پر دھیان رکھا کرو۔" اور واپس چنگیر میں رکھ کر چاولوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"سب کی خبر گیری بھی تو میرے فرائض منصبی میں داخل ہے حضور۔" وہ جھک کر ادب سے بولا۔ تو اس کے لب و لہجے پر نہ چاہتے ہوئے بھی سب کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

☼ ☼ ☼

"وہ تو میں نے بروقت انٹری مار کر سب کی توجہ آپ پر سے ہٹا دی نہیں تو آپ کی پیشی ہو جاتی تھی آج۔" اور اب وہ اپنی کارگزاری اپنے "پیر و مرشد" کے ساتھ ٹیرس پر پھسکڑا مارے ان کے گوش گزار رہا تھا۔ ایان نے اپنا گٹار پاس ہی لٹا رکھا تھا۔ رات بھیگ رہی تھی۔ شفاف چاندنی پھیلی تھی۔ ماحول میں بھیگی گھاس کی باس رچی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔" معصوم کی ساری بات سن کر اس نے تمکنت سے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے شاہانہ انداز سے کہا۔

"پہلے پہل دنیا عظیم فنکاروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتی ہے۔ مگر تم دیکھنا۔ وہ دن دور نہیں جب یہی لوگ فخریہ ہر جگہ میرا حوالہ دیا کریں گے۔"

"اور وہ دن کم از کم تمہاری زندگی میں تو ہرگز نہیں آئے گا۔" عقب سے ایمن کی غصیلی آواز سنائی دی تھی وہ دونوں اچھل پڑے۔

"اور تم!" اس نے سامنے آکر کڑے تیوروں سے یہاں وہاں "معصومیت" سے دیکھتے معصوم کو دیکھ کر دانت پیسے۔

"ڈیڈ ٹھیک ہی کہتے ہیں تم صرف نام کے ہی معصوم ہو۔ شکل سے پورے خبیث اور حرکتوں میں کسی پھاپھا کٹنی سے ہرگز کم نہیں ہو۔"

"میری تو کسی کو قدر ہی نہیں ہے یہاں۔ جا رہا ہوں میں کچن کی صفائی کرنے۔" وہ منہ بسورتے ہوئے اٹھ کر چمپت ہو گیا۔

"اور تم؟" اب وہ ایمن کی جانب متوجہ ہوئی جس کی خاطر یہاں چل کر آئی تھی۔

"ایان میں تم سے پوچھ رہی ہوں آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیا چاہتا ہوں؟" ایان نے بڑی گہری نظروں اور جان دار مسکراہٹ سے اسے دیکھا تھا۔

ایمن اس کے آن واحد میں بدلتے لہجے سے کچھ گڑبڑا سی گئی۔ سنجیدہ تاثرات کی جگہ کچھ گھبراہٹ کچھ حیا نے لے لی۔

"ہم تمہیں چاہتے ہیں ایسے۔" وہ لپک جھپک اپنا گٹار سینے سے لگا کر شروع ہو چکا تھا۔ ایمن نے سخت بے بسی محسوس کی۔

☼ ☼ ☼

"اے موئے رکھا پڑی مٹی تجھے دکھائی نہیں دے رہی کیا؟" سلطانہ نے بے دلی سے فرش پر جھاڑو پھیرتے معصوم کو ٹوکا۔

دن کی مخصوص مصروفیات جاری تھیں۔ امجد اور تابندہ آفس جا چکے تھے۔ ایمن چونکہ اپنا ماسٹرز مکمل کر چکی تھی اس لیے آج کل دوپہر کے کھانے بنانے کی ذمہ داری سلطانہ نے اسے سونپ رکھی تھی اور وہ یہ ذمہ داری بخوشی نبھا رہی تھی۔ ان کی جز وقتی ملازمہ زری نہیں آئی تھی سو آج معصوم کی ڈبل شامت آئی ہوئی تھی۔

"کہاں ہے مٹی؟" لگتا ہے آپ نے اپنی آنکھوں پر خوردبینی شیشے لگوا رکھے ہیں۔" وہ ازحد بیزاری اور ناراضی سے بولا تو سلطانہ نے اسے جھاڑ کر رکھ دیا۔

"میری آنکھوں کو نظر مت لگا۔ گھر کا بنا خالص

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سرمہ لگاتی ہوں اور تیری طرح آدھی آدھی رات جاگ کر فلمیں دیکھ کر اپنی آنکھیں نہیں پھوڑتی۔ چل، جلدی جھاڑو لگا۔ پھر میرے کمرے کی تفصیلی صفائی بھی کروانی ہے میرے ساتھ مل کر۔"

"دادی۔" معصوم صدمے سے چور آواز میں احتجاجاً" چلایا۔ تب ہی اپنے مخصوص حلیے یعنی بدرنگی جینز جو بڑے اہتمام سے گھٹنوں سے پھاڑی گئی تھی۔ ٹی شرٹ کی آستینیں تقریباً" ندارد تھیں جس سے اس کے کسرتی بازو جھلکتے تھے۔ گلے میں وائٹ گولڈ کی موٹی سی زنجیر ہاتھ میں اسٹیل کا کف جس پر اس کا نام کندہ تھا۔ کندھوں پر لہراتی زلفیں جنہیں ماتھے پر بینڈ لگا کر قابو کیا گیا تھا۔ سمیت ایان منظر کا حصہ بنا۔ منہ بسورتے معصوم نے ازحد متاثر نگاہوں سے اسے بغور دیکھا (کہ خود اس کا حلیہ ایان ہی سے مستعار لیا گیا تھا)۔

"خیر تو ہے، یہ آج سورج کدھر سے نکل آیا؟" سلطانہ بھی چونک گئیں۔

کہ وہ سحر خیز نہ تھا اور اس کی صبح بیداری عموماً" اس کے اپنے کسی کام سے ہوا کرتی تھی۔ پوچھنے کی دیر تھی وہ ایسے شروع ہوا جیسے اسے دعوت خطاب دیا گیا ہو۔

"آج کا دن میری زندگی کا یادگار دن بننے والا ہے۔ اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ایان علی ایک عام انسان ہے۔ مگر میرا دعوا ہے کہ آج شام میں جب لوٹوں گا تب دنیائے میوزک کے افق پر میرا نام کسی روشن ستارے کی مانند جگمگا رہا ہوگا اور میں ایک راک اسٹار بن چکا ہوں گا۔"

"ارے واہ اچھا۔" معصوم کو بڑی معصوم سی خوشی ہوئی۔

"مگر ایان بھائی، رات میں آپ مجھے پہچان تو لیں گے نا؟ ایسا نہ ہو کہ آپ اسٹار بنتے ہی مجھ جیسے کم حیثیت آدمی کو بھول جائیں اور آپ اسٹار بن کر بدل جائیں۔" ہاتھ میں جھاڑو پکڑے وہ بہت تشویش سے پوچھ رہا تھا۔

"او پیدائشی کام چور۔" سلطانہ نے ایان کی بات کا تو کچھ خاص نوٹس نہ لیا البتہ معصوم کو لتاڑنا ضروری سمجھا۔

"تیرے خدشات ختم ہو گئے ہوں تو میرے کمرے میں چلا چل۔ یہاں کی جھاڑو تو دل چکی۔" وہ آگے بڑھنے لگیں۔

ایان ایک بردبار مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر متانت سے بولا۔

"فکر مت کرو معصوم۔ میں تمہیں کیسے فراموش کر سکتا ہوں۔ ایک تم ہی تو میرے فن کے قدردان، میرے برے دنوں کے ساتھی ہو۔ یہ تم ہی تو ہو جیسے میری....."

"ختم کرو اپنی تقریر میاں۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہاں خالی خولی تقریریں کرتے رہ جاؤ اور وہاں تمہارے انتظار میں بیٹھے لوگ اٹھ کر چل دیں۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے ٹوک کر اندر بڑھ گئیں۔ معصوم نے ہڑبڑا کر تقلید کی۔ وہ کندھے پر گٹار لٹکائے باہر نکل گیا۔ پھر وہی ہوا جو آج تک ہوتا آیا تھا۔ جس لمحے وہ منہ اور کندھے لٹکائے لاؤنج میں داخل ہوا، تمام افراد خانہ وہاں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اس کا بجھا انداز دیکھ کر سمجھ گئے کہ آج پھر اس کا دل ٹوٹ چکا ہے۔ یہ بھی تھا کہ یوں اداس، ملول اور ہارا ہوا دیکھ کر سب ہی کو دکھ ہوا تھا۔ کیسے نہ ہوتا؟ وہ ان سب کے دل کی دھڑکن تھا۔ سلطانہ کے بہت پیارے چھوٹے بیٹے ساجد علی کی اکلوتی نشانی، جو بھری جوانی میں انہیں داغ مفارقت دے گیا تھا۔ وہ ہو بہو ان کی کاپی تھا۔ نہ بھی ہوتا تب بھی انہیں اتنا ہی پیارا تھا کہ جگر گوشہ تو بہرحال وہ ساجد علی ہی کا تھا نا۔

امجد علی اس کی پیدائش پر اپنی سات سالہ بے اولادی کا دکھ بھول گئے تھے۔ یہ الگ بات کہ چند سال بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمن کی صورت رحمت سے نواز دیا تھا۔ مگر ایان کی حیثیت نہ بدلی تھی۔ ان کی بیگم فرحانہ بھی اسے سگی اولاد ہی کی طرح چاہتی، اس کے لاڈ اٹھاتی تھیں۔ پھر ساجد کے بعد تو جیسے امجد ہی کو اس کی براہ راست سرپرستی کرنا تھی اور انہوں نے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بھی۔ اور رہیں تابندہ۔ اس کے محبوب شوہر جب ان سے بچھڑے تو ایان ہی وہ سہارا تھا وہ جینے کا آسرا تھا کہ جس کی صورت دیکھ کر ان کے دل کی دھڑکن نے دوبارہ رفتار پکڑی تھی۔

اور ایمن۔

اسے خود ساجد نے ایان کے لیے مانگا تھا۔ شعور کی منازل طے کرتے ہوئے وہ دونوں اپنے مابین رشتے سے آگاہ ہوتے گئے۔ اور یہ رشتہ دل کے تاروں سے کب جڑا کچھ خبر نہ ہوئی بس خبر تھی تو اتنی کہ ایک دوسرے کے سنگ زندگی بتانے کا خواب دل کے ان ہی تاروں کو چھیڑ دیتا تھا اور ایک ایسا مدھر نغمہ تخلیق پاتا کہ دونوں مسحور رہ جاتے۔

☼ ☼ ☼

"گویا تم پھر مسترد کر دیے گئے؟"

ایمن اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلی آئی تھی۔ ایان جو گٹار کو غصے سے بیڈ پر پھینک کر خود بھی بیڈ پر اپنے لمبے بالوں میں انگلیاں پھنسائے بیٹھا تھا اس کے دلسوزی سے پوچھنے پر بھڑک اٹھا۔

"ہاں۔ انہوں نے میرا پورا گانا سنے بغیر ہی مجھے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ مجھ میں Singing (سنگنگ) کا ٹیلنٹ ہی نہیں۔ اور ساتھ ہی مفت مشورے سے بھی نوازا دیا کہ بہتر ہے میں کوئی اور کام کروں۔"

"کہتے تو وہ ٹھیک ہی ہیں۔" بے ساختہ ہی ایمن کے لبوں سے نکلا تھا مگر دوسرے ہی پل اس کی خفگی سے گھورتی نگاہوں سے گھبرا کر وہ بات بدل کر بولی۔

"کہتے تو سب ٹھیک ہی ہیں کہ یہاں بنا سفارش کے کوئی کام نہیں بنتا۔ خیر دفع کرو ان قدر ناشناسوں کو۔ اور بتاؤ۔ تم نے آگے کا کیا سوچا ہے۔" وہ سامنے کرسی پر بیٹھ کر پوچھنے لگی۔ دل کو امید تھی لوہا گرم ہے۔ موقع بھی ہے اور محل بھی آج تو وہ اسے قائل کر کے ہی اٹھے گی کہ اب بہت ہو گیا آخر کب تک وہ اپنا قیمتی وقت بے کار ضائع کرتا رہے گا مگر۔

"سوچنا کیا ہے۔" اس نے ایک انداز بے نیازی سے ہیٹو بینڈ بالوں سے نکال کر ان میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

"اب میں ان سارے لوگوں کو اپنی Rejection (ریجکشن) کا جواب مارکیٹ میں دوں گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ اچنبھے سے پوچھنے لگی۔

"مطلب یہ ڈیئر کزن کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اب خود اپنی میوزک البم لانچ کروں گا۔" اس نے پراسراریت سے مسکرا کر کہا۔

"کیا؟" اور ایمن نئے صدمے سے دوچار ہو کر چلائی تھی۔

☼ ☼ ☼

زندگی اپنی مخصوص ڈگر پر رواں دواں تھی۔ گھر کے مکین اور ان کی روزمرہ کی مخصوص مصروفیات میں خلل انداز ہوا تھا واشنگٹن سے آنے والا وہ فون۔

جو ظاہر ہے وائٹ ہاؤس سے تو خیر نہیں آیا تھا مگر سلطانہ نے گھر میں کچھ ایسی ہی ایمرجنسی نافذ کر رکھی تھی گویا کہ امریکی صدر ان کے ہاں قیام کرنے کے ارادے سے آ رہا ہو۔

قصہ کچھ یوں تھا کہ سلطانہ خاتون کی بھانجی نمبر تین امریکہ بیاہی گئی تھیں۔ جب بچہ چھوٹا تھا تو پاکستان کے چکر بھی لگ جایا کرتے تھے بعد میں اس کی تعلیمی مصروفیات نے ان متواتر لگتے چکروں کو توڑا۔ بعد میں جب ان کی والدہ دردانہ بانو اس دنیا سے کوچ کر گئیں تب وہ پاکستان کو جیسے بھلا ہی بیٹھی تھیں۔ کچھ سال پہلے آئیں تو سلطانہ بانو ہی کے ہاں ٹھہری تھیں۔ اور اب ان کا بیٹا داؤد ابراہیم ان کے گھر کو رونق بخشنے آ رہا تھا۔ کہ اچانک ہی اس کے دل میں بقرعید پاکستان میں منانے کا خیال در آیا تھا۔ خیال اسے آیا تھا اور جان معصوم کی عذاب ہوئی تھی۔

"دیکھ معصوم۔ اگر تو نے مہمان خانے کی صفائی میں ذرا بھی ڈنڈی ماری نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سلطانہ لاؤنج کے صوفے پر براجمان تسبیح پڑھتے ہوئے مہمان کی آمد کی تیاریوں کے سلسلے میں کیے جانے والے کاموں پر نظر رکھے ہوئے تھیں۔ معصوم جو جھاڑن اٹھائے گیسٹ روم کی جانب بڑھ رہا تھا' منہ بسور' پیر پٹخ کر بولا۔

"کیا ہے دادی۔ آپ نے تو سب کو ایسے الرٹ کر رکھا ہے جیسے امریکہ سے بش تشریف لا رہا ہو۔"

"اوفوہ۔" کچن سے نکلتی ہوئے ایمن اس کی بات پر بے ساختہ ہنس کر بولی۔

"امریکہ کا صدر اب بش نہیں اوبامہ ہے اور اس بات کو بھی زمانے گزر چکے ہیں۔"

"بش ہو یا اوبامہ' ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ میں تو دادی کو کہہ رہا ہوں کہ ہتھ ذرا ہولا رکھیں' کام کروا کروا کے جان نکال دی ہے۔" وہ روہانسی آواز میں بولا۔

"تو تو ہے ہی سدا کا کام چور۔ کام کا نام سنتے ہی تجھے موت پڑنے لگتی ہے۔" سلطانہ ناراضی سے بولیں تو وہ پیر پٹخ کر اندر چل دیا۔

"اور ایمن بیٹا" اب وہ ایمن کی جانب متوجہ ہو کر بولیں۔

"تم ذرا وہ کیا بناتی ہو چائنیز وائنیز۔ وہ بنا لینا۔ کیا پتا اسے ہمارے مرغن کھانے پسند نہ آئیں۔"

"دادی جان۔ آپ کیوں فکر کر رہی ہیں۔ اطمینان رکھیں میں پہلے ہی دو تین چائنیز ڈشز بنا چکی ہوں۔ بعد میں جو اسے پسند ہو گا اسی حساب سے مینو ترتیب دے لیا کریں گے۔" وہ انہیں مطمئن کرنے کو تفصیلی انداز میں بولی۔

"جیتی رہ' میری بچی" سلطانہ کو اس کی ذہانت نے خوش کر دیا۔ "ماشاءاللہ بڑی سمجھداری کی بات کی تم نے۔ ایک تم ہو۔ اور ایک وہ ایان ہے۔ نجانے بے عقلے کو کب عقل آئے گی؟" آخر میں وہ کچھ افسردگی سے بولیں۔ اور اس سوال کا جواب تو خود ایمن کے پاس بھی موجود نہ تھا سو ڈھیلے ڈھالے انداز میں لاعلمی سے سر نفی میں ہلا کر رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

گورا چٹا۔ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی۔ آنکھوں پر لگی نفیس سی عینک لمبا قد۔ چوڑے شانے۔ براؤن آرام دہ پینٹ اور نیلی شرٹ میں ملبوس' وہ داؤد ابراہیم تھا۔

سب ہی سے بڑے تپاک' احترام اور وضع داری سے ملا۔ لمبے سفر کی تکان کے باوجود وہ ان کے درمیان بیٹھا رہا۔ کھانا لگا تو اس نے دیسی کھانے کو ترجیح دی اور خوب خوب تعریف کر کے کھانا کھایا۔

جو بھی تھا۔ وہ سادہ دل نوجوان سب ہی کو پسند آیا تھا۔ سوائے ایان کے۔ جو نجانے کیوں اس کی آمد پر کچھ بے چین سا ہو گیا تھا۔

دوسرے دن وہ تازہ دم سا' سلطانہ بانو کے کمرے میں بیٹھا سب کے لیے لائے تحائف ان کے حوالے کر رہا تھا۔ سب اس کے خلوص پر شرمندہ ہوئے جا رہے تھے۔ سلطانہ بانو کے لیے وہ بڑا خوب صورت ڈیجیٹل قرآن' ڈیجیٹل تسبیح' خوب صورت ترین نقشی میں موجود خالص صندل کا عطر' حیدر کے آرام دہ نفیس جوتے لے کر آیا تھا۔ اسی طرح تابندہ اور امجد صاحب کے لیے بھی تحائف ان کے مزاج اور عمر کو سامنے رکھ کر خریدے گئے تھے اور اب وہ لوگ بیٹھے اس کی سمجھ داری کو بے ساختہ سراہ رہے تھے۔ ایمن بھی ڈھیروں امپورٹڈ جیولری' کاسمیٹکس' خوب صورت ٹاپس' پرفیوم وغیرہ پا کر از حد خوش تھی اور تو اور جب اس نے معصوم کے حوالے دو شاپر اور گفٹ پیکٹ کیا تو معصوم کی شکل دیدنی تھی۔ وہ آبدیدہ سا ہو کر بولا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا داؤد بھائی کہ آپ نے وہاں سے میرے لیے چیزیں خریدی ہیں۔" سب ہی اس کے جذبات کو سمجھ کر مسکرا دیے۔

"یقین کر لو یار۔ امی سے یہاں کے افراد خانہ کے متعلق کافی معلومات ملتی رہی تھیں۔ کچھ اپنی سمجھ اور امی کے مشوروں سے میں نے سب کے لیے خریداری کی ہے۔" اس نے معصوم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"مگر اتنا سب لانے کی کیا ضرورت تھی بیٹا۔ تم خود جو آ رہے تھے' ہمارے لیے یہی تحفہ بہت تھا۔" تابندہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے وضع داری سے کہا تو وہ بولا۔
"تحفے مرو تا" نہیں دل کی خوشی کے لیے اور محبت بڑھانے کی خاطر دیے جاتے ہیں۔" اس کے مدلل جواب پر امجد نے بے ساختہ اسے پسندیدگی سے دیکھا تھا۔ سلطانہ بھی اس سے اتفاق کرتے ہوئے گردن ہلا رہی تھیں۔

"یہ بات ہے تو پھر ہم بھی اپنی دلی خوشی پوری کرنے کے لیے آپ کو تحائف دیں گے تب پھر آپ انکار مت کیجیے گا۔" ایمن شریر انداز میں بولی تو وہ ہنس پڑا۔

"ہوں۔ بہت شارپ ہو مگر فی الحال تو اپنے ہاتھ کی بنی مزیدار سی چائے پلا دو۔ میرے لیے یہ بھی کسی تحفے سے کم نہیں ہوگی۔" وہ بولا۔

"کیوں نہیں ضرور۔ ابھی لیجیے۔" ایمن اٹھنے لگی۔ سب پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ معصوم بھی کمرے سے باہر چل پڑا۔

"یہ دیکھیے ایان بھائی۔ وہ داؤد ابراہیم میرے لیے بھی امریکہ سے تحفے خرید کر لایا ہے۔" معصوم وہاں سے سیدھا ایان کے کمرے میں چلا آیا اور بے حد مسرت سے اسے ملے جانے والے تحائف دکھانے لگا۔

"نمک حرام" ایان نے سرعت سے اس کی گردن دبوچی۔

"دو تحفے کیا مل گئے تو نے اپنی وفاداری تبدیل کر لی۔"

"ارے۔ ارے چھوڑیں میری گردن ایان بھائی قسم لے لیں۔ میں تو آپ ہی کے حکم کے مطابق دادی کے کمرے میں ٹوہ لینے کے لیے گیا تھا۔ اور انہوں نے مجھے تحفہ پکڑا دیا تو کیا میں اب تحفہ بھی نہ لیتا۔" وہ اپنی گردن چھڑانے کے لیے دہائی دینے لگا۔

"اچھا تو کیا ہو رہا تھا وہاں؟" اس نے گردن چھوڑ کر خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔ اور معصوم فر فر شروع ہو گیا۔ اور آخر میں اس نے اپنا بے لاگ تجزیہ بھی پیش کرنا ضروری سمجھا۔

"میں کہے دیتا ہوں ایان بھائی ان کی یوں اچانک آمد بے وجہ نہیں۔ پھر میں نے خود دیکھا وہ ایمن باجی سے خوامخواہ فری ہونے کی کوششوں میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" ایان نے سوچتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایمن باجی کو پسند آجائیں اور آپ۔" مگر اس کی بات مکمل ہو پاتی اس سے قبل ہی ایک مرتبہ پھر اس کی پتلی گردن ایان کے ہاتھوں میں تھی۔

☼ ☼ ☼

پھر اس کے بعد تو داؤد نے ایسا رنگ جمایا کہ جسے دیکھو داؤد کی تعریف میں رطب اللسان نظر آیا۔

"ماشاء اللہ کیسا نیک اور سعادت مند بچہ ہے صوم و صلوٰۃ کا پابند، مشرقی روایات کی پاسداری کرنے والا۔" یہ سلطانہ بانو تھیں۔

"فرمانبردار، مہذب، ذمہ دار، بردبار، دوسروں کا احساس کرنے والا۔ مجھے کہنے لگا کہ "آنٹی اگر میں آپ کا بیٹا ہوتا نا تو آپ کو بالکل کام نہ کرنے دیتا۔" تابندہ کی حسرت میں ڈوبی آواز۔

"ڈی سینٹ، سوبر، سنجیدہ، رکھ رکھاؤ والے داؤد بھائی کتنے اچھے ہیں نا۔ لگتا ہے ان کے پاس معلومات کے خزانے ہوں جیسے۔ سچ ان کی کمپنی میں وقت گزارنے پر ذرا بھی بوریت کا احساس نہیں ہوتا۔" ایمن کے خیالات۔

اور ان سب سے الگ تھے امجد صاحب کے محسوسات۔ وہ ان کے ساتھ جمعہ پڑھنے جاتا۔ واک کرتا۔ ان کے مسائل ڈسکس کرتا، بزنس میں نئے رجحانات کا ذکر کر کے کاروباری پیچیدگیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتا وہ ان کی سوچ کو نئے زاویے عطا کر گیا تھا۔

"نجانے کیوں آج مجھے شدت سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں نے ایمن کو منسوب کرنے میں بڑی جلد بازی سے کام لیا۔" وہ اس وقت سلطانہ کے کمرے میں ان کے بیڈ پر ان کے ساتھ بیٹھے پر سوچ انداز میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بولنا شروع ہوئے۔ سلطانہ نے بری طرح چونک کر ان کا فکر مند اور اداس چہرہ دیکھا۔

"یہ کیا بات کی تم نے؟" انہوں نے تحیر سے پوچھا۔

"ہاں اماں اور یہ احساس مجھے داؤد کو دیکھ کر ہوا ہے۔ کیا میرا حق نہیں کہ میں اپنی اکلوتی لاڈلی بیٹی کے محفوظ مستقبل کے بارے میں سوچوں؟" وہ ان سے پوچھنے لگے تو وہ جلدی سے بولیں۔

"مگر بیٹا' وہ لاکھ گن والا سہی مگر کیا وہ ہمارے ایان کی جگہ لے سکتا ہے؟"

"بات کسی کی جگہ لینے کی نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ایان کے ساتھ میری بیٹی کے محفوظ مستقبل کی ضمانت دے سکتی ہیں؟" سلطانہ چپ رہیں تو وہ زخمی سے انداز میں مسکرا کر بولے۔

"نہیں نا؟" اور میں اب مزید اس کے سدھرنے کا انتظار نہیں کر سکتا جبکہ آپ جانتی ہیں کہ وہ سدھرنا ہی نہیں چاہتا۔ میں بہت جلد کوئی فیصلہ کر لینا چاہتا ہوں۔"

وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ دروازہ کھول کر باہر نکل رہے تھے کہ ان کے نکلنے سے قبل ہی دروازے سے چپک کر کن سوئیاں لیتا معصوم وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ سلطانہ پُر تفکر سی بیٹھی رہ گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" ایان حسب معمول اپنے کمرے میں بیٹھا گٹار کے ساتھ مصروف عمل تھا تب ہی معصوم نے آکر اس کے سر پر یہ دھماکہ کر دیا۔ ایان یہ سب سن کر ششدر رہ گیا۔ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ یا ہو سکتا تھا؟

"جی ایان بھائی! اب کچھ کرنے کی سوچیں ایسا نہ ہو کہیں آپ یہ گٹار ہی بجاتے رہ جائیں اور۔" معصوم سابقہ تجربے کی بنا پر احتیاط" دو قدم پیچھے سرکا" اور وہ داؤد ابراہیم اپنی ایمن بی بی کو لے اڑیں۔ میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ ان کی یوں اچانک آمد بے سبب نہیں یقیناً" دال میں کچھ کالا ہے۔" وہ دیدے گھما گھما کر اور ہاتھ نچا نچا کر اپنے درست تجزیے پر بے حد مسرور سا کہتا چلا گیا۔ مگر اس کی توقع کے برخلاف ایان نے کوئی خاص رد عمل ظاہر نہ کیا۔ نہ ہی کچھ بولا۔ وہ تو ابھی تک بس یہی سوچے چلا جا رہا تھا کہ۔

"کیا ایسا بھی ہو سکتا تھا؟"

☼ ☼ ☼

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تم اس فرنگی سے دور رہنا۔" دو دن صدمے کے زیر اثر رہنے کے بعد وہ اپنی پرانی جون میں واپس لوٹا' کہیں جانے کے لیے تیار ہوتی ایمن کے سر پر کھڑا چلا آ رہا تھا۔

ایمن جو بالوں میں برش کر رہی تھی چونک کر پلٹی اور اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر از حد اطمینان سے بولی۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ فرنگی نہیں۔ امریکن ہے۔"

"تب تو اور بھی دور رہو۔" وہ تنتنے پھلا کر بولا۔

"دوسری بات وہ ہمارا مہمان ہے۔" ایمن نے نوٹس لیے بنا اپنا بیان جاری رکھا۔

"اور تیسری بات یہ کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تم اپنے ہم عمر ہونے کی بنا پر اور کزن ہونے کے ناطے اسے کمپنی دیتے مگر تم اسے کمپنی دینا تو درکنار' اس سے بات تک کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب ایسے میں اگر میں بھی اس سے دور ہو جاؤں گی تو وہ کتنا محسوس کرے گا۔" بات ختم کر کے وہ مڑی' برش رکھ کر لمبے سلکی براؤن بالوں کو سفید پونی میں جکڑا۔ چمکدار گلابی لپ گلوس بھرے بھرے ہونٹوں پر پھیرا اور شیشے میں دکھائی دیتے اپنے عکس کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ کر واپس مڑی ہی تھی کہ زری نے آکر مطلع کیا۔

"وہ بی بی جی۔ داؤد صاحب باہر لان میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"تم جاؤ میں آتی ہوں۔" ایمن نے اپنا سفید اور ہلکا نیلا ہینڈ بیگ اٹھاتے ہوئے کہا تو زری سر ہلا کر پلٹ گئی۔ ایمن' مسلسل غصے میں کھڑے ایان کو نظر انداز کر رہی تھی مگر وہ ہرگز بھی نظر انداز ہونے کے موڈ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نہیں تھا۔

"تم کہاں جارہی ہو؟" اس نے درشتی سے پوچھا۔

"داؤد کو شاپنگ کروانے۔" وہ اسے چڑانے کو "بھائی" کا لاحقہ ہٹا کر بولی۔

"کیوں وہ کوئی بچہ ہے؟"

"بچہ تو نہیں ہے مگر ظاہر ہے یہاں کے راستے اور شاپنگ مالز وغیرہ اس کے لیے قطعی نئے ہیں۔ پھر وہ ہمارے لیے اتنے تحائف لے کر آیا ہے تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے نا کہ جوابا" اسے تحفہ دیں تو بس وہی دلانے جارہی ہوں۔" وہ اب سفید سینڈلز پہن کر پوری طرح تیار تھی' سو اسے اطمینان سے جواب دے کر اس کی بات سنے بغیر کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ ایان اس کے اجنبی انداز پر ہکا بکا رہ گیا۔

"یعنی کہ۔ یعنی کہ حد ہو گئی۔ ایمن نے داؤد کی خاطر میری بات ماننے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ میری ناراضی کی پروا کیے بغیر اس کے ساتھ بھی چلی گئی۔ یعنی کہ بس اب حد ہو گئی۔ ایان میاں اس سے زیادہ توہین تمہاری ہو نہیں سکتی۔ جلد ہی کچھ کر کے اس داؤد نامی جادو کا توڑ کر لو نہیں تو واقعی معصوم کے بقول۔ نہیں نہیں۔" وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا۔ پھر دیوانوں کی طرح معصوم کی تلاش میں لپکا۔

☼ ☼ ☼

"میں نے محسوس کیا ہے کہ ایان مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتا۔"

ایمن نے داؤد کے لیے سب کی طرف سے مگر داؤد کی پسند سے مختلف تحائف کی خریداری کی تھی۔ خود اس نے اپنی طرف اور اپنی ہی پسند سے ایک برانڈڈ اسٹور سے روایتی کرتا شلوار اسے خرید کر دیا تھا۔ وہ گہرا نیلا کرتا جس پر اسکن کلر کے دھاگے سے نازک سی کڑھائی کی گئی تھی' داؤد کو ازحد پسند آیا تھا۔ بعد میں ایمن ہی نے اصرار کر کے اسے لائٹ براؤن پشاوری چپل بھی گفٹ کی اور اب داؤد اسے آئس کریم کھلانے کے لیے پارلر میں لیے بیٹھا تھا۔ اور وہ اپنی پسندیدہ چاکلیٹ فلیور سے لطف اندوز ہو رہی تھی تب ہی اچانک داؤد نے یہ بات کہی۔

"ارے نہیں نہیں۔" اس نے جلدی سے آئس کریم نگل کر نفی میں سر ہلایا۔ "ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ دراصل وہ ہے ہی لیے دیے رہنے والی عادت کا انسان۔۔۔ آپ نے دیکھا ہو گا وہ ہمارے درمیان بھی زیادہ نہیں بیٹھتا۔" اس نے مدافعانہ انداز اختیار کیا۔

"ہو سکتا ہے۔" اس نے خالص امریکن انداز میں کندھے اچکا کر کہا۔ "مگر مجھے ایسا لگا تھا۔ ریزرو ہونا الگ بات ہے' کسی کو ناپسند کرنا دوسری۔۔۔ پر اس نے میرا لایا ہوا تحفہ بھی نہیں لیا۔"

"نہیں داؤد بھائی۔۔۔ وہ اتنی پیاری نیچر کا ہے کہ کسی کو ناپسند کر ہی نہیں سکتا۔" وہ بناوٹی لہجے میں بولی جبکہ دل ہی دل میں داؤد کے اندازے کی درستی کی داد دے رہی تھی۔

"خیر۔۔۔ خیر ہو سکتا ہے تم درست کہتی ہو۔"

"آپ یہ سب چھوڑیں نا' یہ بتائیں کہ پاکستان آکر کیا محسوس ہو رہا ہے۔ کچھ الگ سا' یا بس ایویں؟" وہ شوخ سے انداز میں بات بدل کر بولی۔ تو وہ کچھ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا جیسے کہیں کھویا ہوا ہو۔

"آں۔۔۔ ہاں ایمن۔ بہت۔۔۔ بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔ وہاں سب کچھ ہے مگر یہی تو وہ روایتی ماحول اور رویوں کی گرم جوشی ہے جو ہم دیار غیر میں بسنے والے بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں حالانکہ میں یہاں کے ماحول سے ناواقف تھا مگر مام' ڈیڈ ہر عید' رمضان' بقر عید وغیرہ پر یہاں کی اتنی چیزیں مس کرتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتا اور ان ہی کی زبانی تو مجھے یہاں کے تہواروں کے بارے میں سن سن کر یہاں آکر وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا شوق ہوا تھا۔" اس نے تفصیلا" بتایا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ بس چاند نظر آنے کی دیر ہے پھر دیکھیے گا آپ۔۔۔ چاروں طرف اتنی گہما گہمی ہو جائے گی کہ شاید آپ اپنے ملک کی عید کو مجبورا" مس کرنے لگیں۔" ایمن ہنس کر بولی۔

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ بھی ہنس دیا مگر ایسے جیسی پھر کہیں سوچ کا طائر اڑان بھر چکا ہوا اور وہ ایمن کو دیکھ رہا تھا... گہری جانچتی... تولتی نظروں سے۔

"کیا میں اس سے وہ سب کہہ دوں... کیا یہ مناسب ہوگا؟" وہ سوچتا رہا یہاں تک کہ ایمن کی آئس کریم ختم ہوگئی اور وہ لوگ شاپر تھامے اٹھ کھڑے ہوئے۔

☼ ☼ ☼

اپنے حریف کا مقابلہ انسان دو طرح سے کرتا ہے۔ ایک تو خود کو مقابل سے ہر لحاظ سے بہتر ثابت کرکے۔

دوئم اسے سب کی نظروں سے گرا کر...

چونکہ موخرالذکر حربہ عموماً" آسان اور کارگر ثابت ہوا کرتا ہے اس لیے اکثر "سہل پسند" اسی کو اختیار کرنے کو ترجیح دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا ایان علی صورت حال کے ہر "پہلو" پر جناب معصوم کے ساتھ مل کر اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد اسی نتیجے پر پہنچ سکے تھے کہ سب سے مناسب یہ ہے کہ داؤد کی اصلیت (جو ان کے نزدیک داؤد نے اپنی نیک چلنی کے بارے میں چھپا رکھی تھی) سب کے سامنے ظاہر کردی جائے۔

"مگر آخر یہ تو چلے کہ ہم یہاں ڈھونڈ کیا رہے ہیں؟" معصوم پچھلے آدھے گھنٹے سے ایان کے ساتھ مل کر رازداری سے داؤد کے کمرے میں گھسا کوئی نامعلوم چیز ڈھونڈتے ڈھونڈتے اکتا کر بولا۔

"کوئی ایسی چیز... جو اس کے خلاف پکا ثبوت مہیا کرسکے۔" ایان نے سرگوشی میں کہا۔

"مثلاً" کیا؟" مارے جوش کے معصوم کی آنکھیں پھٹ گئیں اور ان میں بے زاری کی جگہ اشتیاق نے لے لی۔

"مثلاً" ہوسکتا ہے وہ ڈرگز لیتا ہو' ہوسکتا ہے شراب نوشی کرتا ہو یا پھر غیر اخلاقی لٹریچر..." وہ ابھی یہیں تک کہہ پایا تھا کہ کمرے کی ناب گھمانے کی آواز پر ان دونوں ہی کے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے۔

"تم لوگ! یہاں اس وقت..." تھکے تھکے سے داؤد نے اندر داخل ہوکر نہایت ہی تعجب سے اندر موجود نفوس اور صورت حال کا جائزہ لیا۔

"وہ... وہ..." چہرے پر اڑتی ہوائیاں اور زبان کی لڑکھڑاہٹ پر بدقت تمام قابو پاتے ہوئے بمشکل ایان نے تیزی سے کچھ سوچتے ہوئے کہنا چاہا۔

"وہ... ہاں چوہا... ایک موٹے سے کالے چوہے کو تلاش کررہے تھے ہم۔"

"میرے کمرے میں؟" داؤد نے مشکوک انداز سے دونوں کو باری باری گھورا۔

"ہاں' وہ کچن سے نکل کر اسی طرف آیا تھا... لگتا ہے یہاں سے بھی بھاگ گیا۔ آؤ معصوم چلیں... داؤد کو آرام کرنا ہوگا۔" ایان نے جلدی سے کہا اور کمرے سے باہر... معصوم تو اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی شاندار پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہوا کمرہ عبور کرگیا تھا۔

"چوہا...؟ اور میرے کمرے میں۔" بات داؤد کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی مگر اسے بری ضرور لگی تھی۔

"وہ تو شکر ہے خدا کا کہ بروقت آپ کے دماغ نے کام کیا ورنہ تو ہم دونوں ان کے ہاتھوں شہادت پا چکے ہوتے۔" معصوم تاحال بے یقین تھا۔

"اور تم...؟" ایان نے اسے غضب ناک نگاہوں سے گھورا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ وہ باہر گیا ہوا ہے۔"

"ہاں تو گئے ہوئے تھے امجد صاحب کے ساتھ' مجھے کیا معلوم تھا کہ فوراً" ہی لوٹ آئیں گے۔ روز تو دیر سے لوٹتے ہیں۔" اس نے صفائی دی۔

"خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب اگلے قدم کے متعلق سوچو۔" ایان نے کہا تھا وہ دونوں پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

☼ ☼ ☼

سلطانہ بانو کی زبانی امجد کے خیالات جان کر تابندہ چپ کی چپ رہ گئیں۔

"اب تم خود کہو... باپ ہونے کے ناطے اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

خدشات درست ہی ہیں' جو لڑکا خود اپنے ساتھ ہی سنجیدہ نہ ہو وہ کسی لڑکی کو کیا محفوظ مستقبل دے سکتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے گویا تھیں۔ تابندہ ان کے مقابل سر جھکائے متفکر سی بیٹھی تھیں۔

"بات آپ کی بھی ٹھیک ہے مگر میں کیا کروں... میں تو خود اس کی روش سے تنگ آچکی ہوں' ہر طرح سے سمجھا بجھا کر دیکھ چکی ہوں مگر وہ سنتا ہی نہیں۔" انہوں نے بہت دھیمی اور دل گیری آواز میں کہا۔

"نہیں تابندہ... ایسے نہیں چلے گا... کیا تم جانتی ہو پروین (داؤد کی والدہ) کا فون آیا تھا میرے پاس... لڑکے نے ڈھیر ساری تعریفیں کی ہیں اپنی ماں سے ایمن کی... معاملہ سمجھ رہی ہو نا؟" وہ خود پریشان سی تھیں۔

"اچھا؟" تابندہ نے سر اٹھا کر تحیر سے انہیں دیکھا "تو یہ بات ہے۔"

"ہاں یہی بات ہے۔" سلطانہ بے لچک انداز میں' مگر اداسی سے بولیں۔

"امجد لاکھ ایان پر جان چھڑکتا ہے' مگر یہ مت بھولو ایمن بہرحال اس کی اولاد ہے اور کسی شخص کو بھی اپنی اولاد سے بڑھ کر کچھ پیارا نہیں ہوتا۔" جو وہ سمجھانا چاہ رہی تھیں' تابندہ اچھی طرح سمجھتی تھیں مگر ان کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے؟

☼ ☼ ☼

"ایمن... میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" شام کا وقت تھا۔ ایمن داؤد کی پسندیدہ کشمیری چائے اور چنے کا حلوہ لے کر لان ہی میں چلی آئی تھی۔ تابندہ اور امجد آفس سے نہیں لوٹے تھے۔ سلطانہ اپنے شام کے ذکر واذکار میں مصروف تھیں اور ایان اور معصوم کہاں تھے اللہ جانے...

"جی داؤد بھائی... کہیے ایسی بھی کیا بات ہے؟" ویسے وہ بڑا بے تکلف سا بندہ تھا اسی لیے ایمن کو اس کا جھجکتا انداز دیکھ کر حیرت ہوئی۔

"امید ہے تم میری بات کو سنجیدگی سے لوگی اور میرا ساتھ دوگی؟" اس نے کسی قدر پرامید نگاہوں سے اس کے صبیح چہرے کی جانب دیکھا جو اس کی تمہید پر حیران دکھائی دیتا تھا۔

"آں... ہاں۔ آپ مجھ پر اعتماد کرسکتے ہیں۔" وہ اس کے انداز پر الجھتی ہوئی بولی۔

"وہ... دراصل بات یہ ہے کہ میں..." اس نے اٹکتے... سنبھلتے کہنا شروع کیا۔ جوں جوں اس کے لبوں سے الفاظ نکلتے گئے' ایمن کی آنکھیں پہلے حیرت پھر اشتیاق اور آخر میں تبسم ظاہر کرنے لگیں۔ گویا اس نے اقرار کرلیا تھا۔ اور داؤد کو یک دم ہی جیسے کسی نے ہفت اقلیم کی دولت تھما دی تھی۔

اور پھر ایان نے دیکھا کہ ایمن آئے دن داؤد کے ساتھ کہیں نہ کہیں جانے لگی۔ گھر میں بھی دونوں کا اکثر وقت اکٹھا گزرنے لگا اور معصوم نے تو خود اپنی "گناہ گار" آنکھوں سے ایمن کو داؤد سے سرخ گلاب وصول کرتے دیکھا تھا۔ ان کی آپس میں ہوتی گھسر پھسر حسب عادت اپنے "گ کار" کان لگا کر نہ لینے کی بھی کوشش کی تھی مگر کچھ پلے نہ پڑا سوائے اس کے کہ دونوں یقیناً "کوئی محبت بھری بات ہی کر رہے تھے (اور یہ انہوں نے از خود اپنے پلے پڑوالیا تھا) اور ایان تک پہنچا کر دم لیا تھا۔ معاملہ سنگین ہوتا چلا جارہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"یہ پھول اور کارڈ بھیجے ہیں کسی لڑکی نے داؤد بھائی کے لیے۔" چھٹی والے دن تمام افراد خانہ دوپہر کے کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے بات چیت میں مشغول تھے تب ہی معصوم' سرخ گلابوں کا بکے اور کارڈ اٹھائے چلا آیا سب ہی نے چونک کر دیکھا۔

"میرے لیے بکے اور کارڈ... مگر کس نے بھیجے؟" داؤد متحیر تھا۔

"کہہ تو رہا ہے کسی لڑکی نے بھجوائے ہیں۔" ایان جو خلاف معمول آج ان کے درمیان موجود تھا لہک کر بولا۔

"مگر یہاں تو مجھے کوئی نہیں جانتا..." اس نے کندھے اچکا کر تعجب سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"جان پہچان ہوتے کون سی دیر لگتی ہے۔ میرا خیال ہے یہ وہی لڑکی ہوگی۔" ایان نے سوچتے ہوئے ڈرامائی لہجہ اپنایا۔

"کون سی لڑکی؟" ایمن نے پوچھا۔

"پرسوں دوپہر میں کسی لڑکی کی کال آئی تھی داؤد کے لیے کہہ رہی تھی کہ تم نے اس سے ملنے کا وعدہ کر رکھا تھا، مگر تم نہیں آئے۔" اس نے اپنا لہجہ مقدور بھر ہموار رکھنے کی کوشش کی۔

"بڑی حیرانی کی بات ہے... کون تھی وہ لڑکی۔" امجد کچھ ناپسندیدگی سے داؤد کی طرف دیکھ کر بولے۔

"آئی سوئیر... میں نہیں جانتا۔" اس نے لاعلمی ظاہر کی۔

"مگر یہ پھول اور کارڈ... پھر ایان جھوٹ تو نہیں بولے گا نا۔" یہ تابندہ تھیں۔

"جیو میری ماں..." ایان کا دل اپنی چلی گئی چال کی کامیابی پر بلیوں اچھلنے لگا۔

"نہیں آنٹی... میں ایان کو جھوٹا تو نہیں کہہ رہا... میں تو صرف حیران ہو رہا ہوں کہ یہاں مجھے پھول اور کارڈ بھیجنے والا کون پیدا ہو گیا؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

"والا نہیں والی..." معصوم نے تصحیح ضروری سمجھی۔

"چلو رکھ دو اسے یہیں اور جا کر سب کے لیے اچھی سی چائے لے کر آؤ۔" سلطانہ نے معصوم کو گھرکا...

"میرا خیال ہے کہ کل چاند نظر آجائے گا۔ کیا خیال ہے میاں... میرے ساتھ منڈی کی رونق دیکھنے چلو گے؟" امجد نے داؤد کو مخاطب کیا۔

"وائے ناٹ... میں ضرور چلوں گا... یہ یقیناً میرے لیے بڑا انوکھا تجربہ ہوگا۔" داؤد پرجوش سا ہو کر بولا۔

تو سب ہی بقرعید کے حوالے سے تیاریوں کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔

ایان کچھ بے مزہ تو ہوا مگر اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی تھی۔ سو وہ کسی قدر اطمینان سے اٹھ کر منظر سے غائب ہو گیا، مگر لاعلم تھا کہ ایمن نے بغور اس کے تاثرات ملاحظہ کیے تھے۔

☼ ☼ ☼

"یہ سب تمہاری حرکت تھی نا؟" آج بہت دن بعد ایمن، ایان کے کمرے میں آئی تھی ایان اس وقت اپنے بیڈ پر نیم دراز گٹار کو سینے سے لگائے اس کے تاروں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

"کون سی حرکت؟" ایان نے بنا انداز نشست تبدیل کیے بے حد متحیر ہو کر پوچھا۔

"یہی داؤد بھائی کو پھول اور کارڈ کسی لڑکی کی طرف سے بھیجنے والی؟" وہ کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے؟" اس نے صاف انداز اختیار کیا۔

"تب ہی تو میں حیران ہو رہی ہوں کہ آخر تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے انہیں یوں سب کی نظروں سے گرانے کی؟" اس نے تاسف سے پوچھا۔

"تم واقعی اتنی لاعلم ہو یا ظاہر کر رہی ہو؟" اب کی بار وہ برا راست طنز پر اتر آیا۔

"کیا مطلب؟" وہ خاک نہ سمجھی۔

"مطلب یہ ڈیئر کزن کہ تمہارے والد محترم اس کی آمد کے چند ہی روز بعد اسے مجھ پر ترجیح دیتے ہوئے، ہمارے درمیان موجود رشتے پر نظر ثانی کرتے ہوئے، اسے ختم کرنا چاہ رہے ہیں اور ان سب کی وجہ ہے وہ... وہ داؤد ابراہیم..." وہ بھڑک ہی تو گیا۔

"اوہ... آئی سی اب میں سمجھی۔" ایمن یہ بات سن کر پہلے تو اچنبھے میں پڑ گئی پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔ "تو تم نے سوچا کہ بجائے میرے ڈیڈ کی شکایات دور کرنے کے انہیں سب کی نظروں سے گرا دو اور یونہی مزے کرتے رہو۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔" وہ مکر گیا۔

"جانتے ہو کسی پر تہمت لگانا کتنا بڑا گناہ ہے؟" وہ بے حد تاسف سے بولی۔

"تم اس کی اتنی طرف داری کیوں کر رہی ہو...

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کہیں تم بھی اپنے ڈیڈ کی طرح راستہ بدلنے کے چکروں میں تو نہیں۔" وہ چبھتے انداز میں کہتا ہوا ایمن کو ازحد چوٹ پہنچا گیا۔

"تم... تم ایان۔" غصے سے کانپتے ہوئے اس سے کوئی بات نہ کی جا رہی تھی پھر وہ جیسے سنبھلی دو منٹ توقف کیا اور فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

"ہاں ایان... تم نے ٹھیک سمجھا... میں نے ڈیڈ کی بات مان لینے کا فیصلہ کر لیا ہے' میں اب مزید تم جیسے فضول اور تکلے انسان کے ساتھ اپنا وقت برباد نہیں کرنا چاہتی۔ تم اشار اگر بن بھی گئے تب بھی ناکام انسان رہو گے۔ کیوں کہ تم نے رشتوں کو اپنانا اور ان کی قدر کرنا سیکھا ہی نہیں۔" اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ کہہ کر رکی نہیں کمرہ عبور کر گئی۔ کیا کہہ گئی تھی وہ... ایان دم بخود بیٹھا تھا۔

☼ ☼ ☼

چاند نظر آگیا تھا۔ امجد ہمیشہ ہی چاند رات کو جا کر جانور خریدتے تھے مگر اکیلے یا معصوم کے ساتھ مگر اس بار داؤد ان کے ساتھ تھا۔ ہر سال وہ ایان سے منڈی چلنے کے لیے اصرار کرتے مگر وہ نہ جاتا۔ اس بار اصرار تو درکنار انہوں نے اس سے پوچھنا تک ضروری نہ سمجھا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کلستا رہا۔

باہر جانوروں کے استقبال کی تیاری تھی جس میں خوشی خوشی معصوم بھی شریک تھا اور کلکلاتے ہوئے بڑی دل جمعی سے گھر کا عقبی صحن صاف کر رہا تھا جہاں جانور باندھے جانے تھے۔

سلطانہ اور تابندہ مل کر عیدالاضحیٰ کے حوالے سے خریدی جانے والی اشیائے خورد و نوش کی لسٹ بنا رہی تھیں۔ ساتھ ساتھ دیگر امور بھی ڈسکس کیے جا رہے تھے۔ ایمن 'زری کے ساتھ مل کر کچن کی ضروری صفائی کروا رہی تھی پھر بعد میں تو وقت ہی نہ ملتا کہ اسے خود اپنی تیاری بھی کرنی تھی۔ روز مرہ کے معمولات بھی ساتھ ساتھ چلتے تھے اوپر سے وہ جانوروں کی ناز برداری بھی بڑی شوق اور لگن سے کیا کرتی تھی۔ غرض ہر کوئی مصروف تھا خوش تھا' سوائے ایان کے...

"کیسا رہا یہاں منڈی جانے کا تجربہ۔" رات گئے تھکے ہارے بے حال سے وہ لوگ ایک خوب صورت بھوری گائے اور دو سفید بکروں سمیت واپس لوٹے تھے۔ داؤد کی حالت اتنی دگرگوں تھی کہ ایمن اسے دیکھ دیکھ کر ہنس رہی تھی۔

"بڑا ہی انوکھا اور منفرد۔" وہ اس کی شرارت سمجھ کر مسکرایا۔

"قیمتیں آسمان پر جا پہنچی ہیں اور دھوکہ دہی الگ..." امجد صاحب وہی روایتی باتیں دہرا رہے تھے۔

"بس اللہ ہی ہے جو ہدایت دے... ویسے جانور ماشاء اللہ صحت مند اور خوب صورت لائے ہو تم لوگ۔" سلطانہ بھی شوق سے جانوروں کو دیکھ رہی تھیں کہ جن کو بڑے پیار سے معصوم' چارہ کھلا رہا تھا۔ سب مگن تھے۔ کسی کو بھی اس کی کمی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ ایان نے چپکے سے یہ منظر دیکھا اور خاموشی سے پلٹ گیا۔

☼ ☼ ☼

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج کل یہ خوب صورت آنکھیں اداس کیوں رہتی ہیں؟" وہ کافی دیر سے لان میں بیٹھی بظاہر داؤد سے باتیں کر رہی تھی مگر اس کے لہجے کا پھیکا پن اور آنکھوں سے چھلکتی اداسی داؤد سے مخفی نہ رہ سکی۔

"ارے نہیں۔" وہ جلدی سے سنبھلی۔ "ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"خیر... بات تو ایسی ہی ہے تم بتانا نہ چاہو تو اور بات ہے... یہ میں ہی اسٹوپڈ ہوں جو تم سے سب کچھ شیئر کر بیٹھا اور تم نے اچھے ساتھیوں کی طرح میرا ساتھ بھی دیا' مگر شاید تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے داؤد... بس میں آج کل کچھ پریشان ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"اور اس پریشانی کی وجہ کا نام ایان ہے؟" وہ مسکرایا۔ اس بار وہ چپ رہ گئی۔

"تمہیں یاد ہے کچھ دن پہلے میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے خیال سے ایان مجھے پسند نہیں کرتا مگر تم نے میری بات سے انکار کیا تھا، مگر میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتا اور کیا اب یہ بھی بتاؤں کہ وہ مجھے ناپسند کیوں کرتا ہے؟ اور کیوں مجھے سب کی نگاہوں سے گرانے کی کوشش کر رہا ہے؟" وہ آخر میں کچھ سنجیدہ سا ہو گیا۔

"اوہ تو آپ یہ بھی جانتے ہیں۔" وہ بے ساختہ کہہ گئی۔ داؤد مسکرا دیا پھر پوچھنے لگا۔

"کیا اب بھی کھل کر کچھ نہیں بتاؤ گی ایمن... ہو سکتا ہے میں تمہارے کسی کام آسکوں۔" اور ایمن نے چند ثانیے غور کرنے کے بعد جیسے اسے سب کچھ بتا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"میں تو کہتی ہوں بقرعید کے بعد والا پہلا جمعہ رکھ لو..." سلطانہ خوشی سے چہکتی آواز میں بولیں۔

"مگر اتنے کم وقت میں تیاری کیسے ہو گی۔ آخر کو میری اکلوتی بیٹی ہے۔" امجد متفکر ہو کر بولے۔

"فی الحال تو صرف نکاح ہی کر رہے ہیں نا تو نکاح کی تیاری کرنا نسبتاً آسان ہے۔" تابندہ کی بجھی بجھی سی آواز... سلطانہ کے بند کمرے میں خفیہ میٹنگ جاری تھی (جو بوجہ معصوم کی ٹوہ لینے کے خفیہ نہ رہی تھی۔) اس میٹنگ میں یقیناً" داؤد اور ایمن کے مستقبل کا فیصلہ کیا جا رہا تھا۔

معصوم از حد رنجیدگی سے یہ اندوہناک خبر اپنے پیرو مرشد کو سنانے چل پڑا۔

"نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔" اور اس دردناک اطلاع کو پا کر ایان نے معصوم کا گریبان یوں جھنجھوڑا جیسے کسی انڈین فلم میں کوئی جوان لڑکی اپنی بیوگی کی خبر سنانے والے کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتی ہے۔

"میں نے اپنے "گناہ گار" کانوں سے خود سنا ہے۔" معصوم روہانسے لہجے میں بولا۔ ایان کے ہاتھ اس کے گریبان کو چھوڑ کر نیچے لٹک گئے۔ شکل پہ بارہ بجتے دکھائی دیے اور وہ دھپ سے اپنے بیڈ پر یوں بیٹھا گویا کوئی شہتیر کٹ کے گرا ہو۔

"میں تو کہتا ہوں ابھی بھی وقت ہے... کچھ سوچیے... کچھ کیجیے ایان بھائی ورنہ آپ ہمیشہ کے لیے ایمن باجی کو کھو دیں گے۔" معصوم کتنا ہی "کمینہ" سہی مگر ایان اور دیگر گھر والوں کے لیے اس کے خلوص میں شک کی گنجائش نہ تھی۔ اور ایان اسے یوں خالی خالی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس نے زندگی میں ہمیشہ صرف پانے کا ذائقہ چکھا تھا اور اب زندگی اس کو پہلی بار آزمانے چلی تھی۔ وہ اس کا پہلا خواب، دل کی اولین خواہش اور محبت... ہاں محبت چھننے جا رہی تھی اور چھن جانے کا احساس کتنا جاں گسل اور تڑپا دینے والا ہوتا ہے، اس سے وہ پہلی بار روشناس ہوا تھا۔ دل پر ایسی چوٹ لگی تھی کہ نجانے کہاں سے اس کے من کے اندر اتنی اداسی اور سنجیدگی در آئی تھی۔ پوری رات اس کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا رہا اور صبح صادق وہ ایک نتیجے پر پہنچ چکا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مام... آپ پاپا جان سے ایک بار بات تو کر کے دیکھیں۔ وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" سب سے پہلے اس نے ماں کے سامنے جا کر فریاد کی۔

"کیوں نہیں کر سکتے ایان... وہ ایمن کے باپ ہیں، اس کی بہتری سوچنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔" وہ اس کے بجھتے چہرے سے نظر ہٹا کر خوامخواہ ترتیب سے رکھی فائلوں کو دوبارہ ترتیب دینے لگیں۔

"مگر وہ اور میں بچپن سے منسوب ہیں... میں جانتا ہوں اسے، وہ داؤد کے ساتھ خوش نہیں رہے گی۔" وہ اپنی بات پر زور دے کر بولا۔

"اور تمہارے ساتھ؟" وہ مڑ کر چبھتے انداز میں بولیں۔ "تمہارے جیسے غیر ذمے دار اور لاابالی انسان

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے ساتھ جیسے وہ بہت آرام دہ زندگی گزارے گی نا۔۔۔ کتنا سمجھایا تھا تمہیں کہ سدھر جاؤ بے کار وقت ضائع مت کرو۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرو مگر تم نے میری کسی بات پر بھی دھیان نہ دیا اب بھگتو۔" انہوں نے ایک چیئر پر بیٹھ کر کوئی فائل کھول لی۔

"تو آپ کچھ نہیں کر سکتیں؟" اس نے موہوم سی امید کے تحت پوچھا۔

"نہیں۔۔۔!" حتمی انداز۔۔۔ چشمہ آنکھوں پر فٹ کر کے فائل کا مطالعہ شروع۔

"ٹھیک ہے میں تایا جان سے خود بات کرتا ہوں۔" وہ بے باک لہجے میں کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تمہاری مرضی۔" انہوں نے عقب سے ہانک لگائی' مگر ان کے لبوں کے گوشوں میں مسکان دبی تھی۔

"وہ۔۔۔ وہ تایا جان مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" بہادر بن کر وہ ان کے کمرے تک آیا تو ضرور' مگر انہیں بیڈ پر نیم دراز کسی کتاب کا مکمل سنجیدگی سے مطالعہ کرتے دیکھ کر اس کے حوصلے پست ہو گئے۔ وہ اس کے لاڈ ضرور اٹھاتے رہے تھے مگر وہ ہرگز بھی ان سے بے تکلفی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔

"کہو میں متوجہ ہوں۔" کتاب سے نظریں ہٹائے بنا جواب آیا۔

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں گانا گانا چھوڑ کر۔۔۔ کل ہی سے آفس جوائن کر لوں گا۔ میرا حلیہ آپ کو ناگوار گزرتا ہے تو وہ بھی بالکل Change کر لوں گا' میں نے پہلے ہی کافی وقت ضائع کر دیا ہے۔" اس نے جلدی سے یوں کہا گویا کوئی سبق سنا رہا ہو۔

"برخوردار!" انہوں نے اس کی جانب دیکھ کر روکھے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"بات کہنے اور عمل کرنے میں بڑا واضح فرق ہوتا ہے اور یاد رکھنا وقت کی انسانی زندگی میں بڑی اہمیت ہے۔۔۔ وقت گزرنے کے بعد کیا جانے والا کام' بولا جانے والا سچ' دی گئی گواہی' غرض کسی چیز کا بھی کوئی خاص فائدہ نہیں۔۔۔ جو کہہ رہے ہو اس پر عمل کر کے دکھانا۔۔۔ اب جاؤ۔۔۔ کل ناشتے کی میز پر ملاقات ہو گی۔" وہ دوبارہ کتاب کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"ٹھیک ہے تایا جان۔۔۔ اب صبح ملاقات ہو گی۔" وہ پُرعزم لہجے میں بولا اور کمرہ عبور کر گیا۔ کتاب پر جمی امجد کی نظروں میں اطمینان تھا۔

اور پھر ہوا کچھ یوں کہ اگلے دن وہ صبح بے دار ہو ہی نہ سکا کہ رات گئے تک صبح جانے کی تیاری میں مصروف رہا۔ بال تو کاٹ نہیں سکتا تھا۔ بس اچھی طرح انہیں شیمپو کر کے سیٹ کر لیا۔ صبح جانے کے لیے معصوم سے آفس ڈریس استری کروایا مگر سالہا سال سے بگڑی عادتیں بھلا ایک دن میں کیسے سدھر سکتی ہیں صبح جب جاگا تو گھڑی ساڑھے بارہ بجا رہی تھی۔۔۔ خود کو لعنت ملامت کرتا وہ باہر آیا۔ تابندہ اور امجد آفس جا چکے تھے باقی سب پتا نہیں کہاں تھے مگر ایمن کچن میں مصروف عمل تھی۔

"مجھے ناشتا چاہیے۔" وہ کچن میں آ کر بولا۔

"یہ لنچ کا وقت ہے۔" اس نے مڑے بنا جتایا۔

"تم لنچ ہی دیدو۔۔۔ میں ناشتا سمجھ کر کر لوں گا۔"

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے ایان۔" یک دم وہ مڑ کر ازحد تاسف و رنجیدگی سے بولی۔

"ڈیڈ صبح ٹھیک ہی کہہ رہے تھے کہ تمہاری بات بھروسے کے قابل ہی نہیں ہے۔" وہ کہہ کر رکی نہیں مگر وہ جو پہلے دن ہی اپنے بیان پر قائم نہ رہ پانے پر ازحد شرمندہ سا تھا ایمن کے اجنبی و اکھڑے انداز پر دیر تک وہیں رکا رہا۔

"دادی۔۔۔!" اور اب جبکہ کوئی بھی اس پر اعتبار کرنے پر تیار نہ تھا تو وہ دادی کی آغوش میں آ کر گرلانے لگا۔ بس آنسو بہانے کی کسر رہ گئی۔

"میں کیا کروں' کوئی میری بات کیوں نہیں سن رہا۔" بے بس لہجہ۔

"صبر کر میرے بچے۔۔۔ سارے معاملات طے پا گئے ہیں اب کچھ نہیں ہو سکتا' داؤد کے ماں باپ عید کے تیسرے روز پہنچیں گے۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پچکارنے لگیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"دادی کیا میرا قصور اتنا بڑا ہے کہ مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے محروم کردیا جائے۔" وہ گلوگیر آواز میں بولا۔

"مگر میرے بچے... تو نے زندگی کی سب سے بڑی خوشی کو پانے کی کوئی کوشش بھی تو نہیں کی اور بنا کوشش کیے بھی کبھی کوئی بات بنی ہے۔"

"دادی... آپ سمجھائیں نا سب کو... آپ بڑی ہیں وہ آپ کی بات ضرور مان لیں گے۔" اس نے لاچاری سے کہا۔

"نہ بچے... اب کچھ نہیں کرسکتی میں۔" انہوں نے بھی صاف چٹ انکار کردیا۔

"کیا کروں میرے اللہ۔" بالآخر اس نے مدد کے لیے اسے پکارا' جسے سب سے پہلے پکار لینا چاہیے تھا۔

☼ ☼ ☼

"چلیے بھائی صاحب..." تابندہ باوجود حرارت کے آفس کے لیے نکلنے لگیں تو امجد نے ٹوک دیا۔

"آپ گھر پر رہیے بھابھی' آپ کی طبیعت ویسے ہی ٹھیک نہیں۔"

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں تایا جان۔" کیمل کلر کے پینٹ کوٹ اور بلیو شرٹ میں ملبوس ہاتھ میں بریف کیس تھامے سیڑھیوں سے اترتا ایان سب ہی کو عجب طرح کی حیرانی سے دوچار کرگیا۔

"آج سے آپ نہیں... میں آفس جایا کروں گا' آپ نے بہت کام کرلیا اب ذرا مجھے بھی خدمت کا موقع دیں۔" وہ سب کے درمیان آتے ہوئے بولا۔

"جیتا رہ میرے بچے..." سلطانہ تو اس کے انداز پر نہال ہی ہوگئیں۔ امجد اور تابندہ نے بھی ازحد خوشی کا اظہار کیا۔ ایمن بھی مسکرائی۔ داؤد نے اثبات میں سر ہلا کر حوصلہ افزائی کی تو معصوم نے تو اسے ایسے گلے سے لگایا تھا گویا وہ کشمیر فتح کرنے جارہا ہو... اور سب کا ردعمل دیکھ کر ایان سوچ رہا تھا کہ واقعی لگتا ہے اس بار اس کے قدم صحیح راہ پر پڑ رہے ہیں۔

بزنس میں اس نے ڈگری لے ہی رکھی تھی۔ ذہین تھا اور قابل بھی' سو وہ تیزی سے کام سیکھنے لگا۔ امجد کی سرپرستی بھی حاصل تھی۔ وہ محنت سے کام کررہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اب شاید سب کچھ ٹھیک ہونے والا ہے مگر زندگی میں ایسا بھلا کب ہوتا ہے۔

وہ چائے کا کپ لیے اپنے گھر کے ٹیرس پہ کھڑا تھا۔ تب ہی اس کی نظر بکرے کی رسی تھامے گھر کے اندر داخل ہوتے داؤد اور ایمن پر پڑی۔ داؤد جھک کر اس سے کچھ کہہ رہا تھا جبکہ ایمن کے لبوں پر شرمیلی مسکان سجی تھی۔ اشتعال کی ایک تیز لہر ایان کے بدن میں دوڑ گئی۔

"آخر داؤد ایسا کیا کہہ رہا ہے جو وہ یوں شرما رہی ہے... میرے سامنے تو کبھی ایسے نہیں شرمائی۔" اس کے اندر کا رقیب جاگ گیا اور دھیرے دھیرے موجودہ ایان پر حاوی ہوتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

اور پھر عید آگئی...

سب کچھ ہمیشہ کی طرح تھا۔ سوائے نماز کے لیے ازخود جاگ جانے والے ایان اور داؤد کی موجودگی کے... ایان قربانی کے وقت بھی موجود رہا۔ ایمن یوں تو قربانی کے جانوروں کی بڑی خدمت کیا کرتی تھی مگر انہیں قربان ہوتے دیکھنے کا اس میں حوصلہ نہ تھا سو وہ اندر کچن میں انگوری اور گلابی پرنٹڈ سادہ سے کاٹن کے سوٹ میں ملبوس روزمرہ کے کام نمٹاتی رہی۔ اسی مصروفیت میں سب کا دن گزر گیا۔ گوشت کی اچھی خاصی تعداد امجد کسی مدرسے یا فلاحی ادارے میں بھجوا دیا کرتے تھے۔ رشتے داروں کا حصہ نکال کر اپنے گھر کے لیے بس اتنا ہی گوشت رکھتے تھے کہ بمشکل ایک ہفتے چل پاتا۔

ایمن عید کی پہلی رات کو مہندی لگواتی تھی کیوں کہ پہلے دن تو ظاہر ہے پانی کا اتنا کام ہوتا کہ مہندی کا رنگ فوراً پھیکا پڑ جاتا۔ دوسرے دن سب ہی کو قدرے فراغت تھی سو رات میں باربی کیو کا پروگرام

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رکھا گیا۔ ایمن بڑے اہتمام سے تیار ہو کر کمرے سے نکل ہی رہی تھی کہ دستک دیتا ایان اندر داخل ہوا۔ لائٹ اورنج اور پنک ڈریس میں روایتی انداز سے سجی سنوری ایمن اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ وہ مبہوت رہ گیا۔

"ہاں کیا ہوا ایان؟ سب لان میں ہیں' میں وہیں جا رہی تھی۔" وہ اس کی نظروں سے گڑبڑا کر بولی تو وہ سنبھل کر ہوش میں آیا۔

"تم مجھے اس بار عید مبارک کہنا بھول گئیں ایمن!" وہ شاکی لہجے میں بولا۔

"نہیں تو... تم جانتے تو ہو میں اچھی طرح تیار ہونے کے بعد سب کو عید مبارک کہتی ہوں اہتمام سے۔" اس نے بے پروائی سے کہا۔

"پرسوں تمہارے سسرال والے آرہے ہیں' کیا تم جانتی ہو؟" دراصل وہ یہ ہی بات کرنے آیا تھا۔

"میرے سسرال والے؟" اس نے تحیر سے پوچھا۔

"اوہ اچھا۔" پھر جیسے سمجھ کر سر ہلایا۔

"تم داؤد بھا... آئی مین داؤد کے مام ڈیڈ کی بات کر رہے ہو' ہاں آتو رہے ہیں پھر؟" اس نے ایان کو دیکھا اس کے اندر ایان چڑ ہی تو گیا۔

"پھر یہ کہ تم ان کے سامنے ایسی اداکاری کرنا جیسے تم پر جن آگیا ہو اگر وہ تب بھی باز نہ آئے تب ہم اگلے ہی دن جا کر کورٹ میرج کر لیں گے کیوں کیسا آئیڈیا ہے؟"

"وہاٹ ربش ایان! تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو' میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔" ایمن بوکھلا گئی۔

"ایمن... ایمن یار کہاں ہو۔" بڑے ہی غلط وقت پر داؤد نے انٹری ماری تھی۔ ایان نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کا سدھرنا ودھرنا اپنی جگہ مگر داؤد کے لیے اس کی پرخاش ختم نہ ہوئی تھی۔

"اوہ... تو تم بھی یہاں ہو۔ آؤ ایان یار تم بھی آجاؤ... تمہاری سنگنگ کی میں نے بڑی تعریف سنی ہے لاؤ نا اپنا گٹار' جب تک ہم لوگ بار بی کیو کر رہے ہیں تم دو تین گانے ہی سنا دو۔" وہ کچھ ایسی بے تکلفی سے بولا گویا ان کے درمیان برسوں کا یارانہ ہو۔

"ہاں ٹھیک ہے سناتا ہوں... اب تو میں سب کو گانا ہی سناؤں گا۔"

"ملنے سے مجھ سے آئی...
جانے پھر کیوں تنہائی...
کس موڑ پہ ہے لائی عاشقی..."

سب لان میں موجود تھے۔ ایان ایک کے بعد ایک اپنے دل کی ترجمانی کرتا گانے سنا رہا تھا۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ وہ نہ صرف کافی سُر میں تھا بلکہ اس کی آواز سماعتوں کو بھلی بھی لگ رہی تھی۔ شاید یہ دل پہ لگی چوٹ کا اثر تھا۔ سب دبے دبے انداز میں مسکرا رہے تھے۔ سوائے معصوم کے جو اپنے مرلی کے غم میں برابر کا شریک تھا۔

☼ ☼ ☼

"اب جبکہ میں سدھر چکا ہوں' تب پھر کیا مسئلہ ہے؟" کل پروین اور ان کے شوہر الیاس صاحب کی آمد متوقع تھی۔ وقت بے حد کم تھا۔ ایان کے ہاتھ پیر پھولے جاتے تھے وہ ہر طرح سے کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح یہ رشتہ ٹالا جا سکے۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں ایان اب ایسا نہیں ہو سکتا۔" تابندہ زچ ہو گئیں۔

"ٹھیک ہے پھر میری جو سمجھ میں آئے گا بس کروں گا۔ پھر آپ لوگ مجھ سے شکایت مت کیجیے گا۔" آخر میں وہ دھمکیوں پر اتر آیا۔

"جاؤ جو جی میں آئے کرو' مجھے اور بھی بہت سے کام ہیں۔ ہاں بھئی فریدہ' میں نے تم سے فلاور ارینجمنٹ کا کہا تھا وہ..." تابندہ اسے مکمل نظر انداز کر کے فون پر مصروف ہو گئیں۔ وہ احتجاجاً" پیر پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

اور پھر سو بری پروین اور ان کے گریس فل سے میاں صاحب کی آمد بھی ہو گئی۔ تمام افراد خانہ جس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے بات چیت میں مشغول تھے' ایان زری کے سر پر پہنچ کر بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"دھیان سے میری بات سنو۔"

"جی ایان صاحب بولیں۔" وہ مصروف انداز میں چائے کے کپ ٹرے میں سیٹ کرتی رہی۔

"مگر یاد رہے یہ بات بہت راز کی ہے اور تمہیں اس راز کی مرتے دم تک حفاظت کرنی ہے۔" اس کا انداز پُراسرار تھا۔ زری چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ایسی بھی کیا بات ہے ایان صاحب۔"

"یہ بے ہوشی کی دوا ہے۔ اس نے ایک شیشی آگے بڑھائی' یہ تمہیں چائے میں ملا کر مہمانوں کو دینی ہے۔"

"خدا کا خوف کریں ایان صاحب۔" زری بدک کر بولی۔

"زیادہ نیک پروین نہ بنو' جو کہہ رہا ہوں خاموشی سے کرو۔"

"بہت خوب ایان۔ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو تم۔" عقب سے آتی تابندہ کی کھرکتی آواز پر وہ اچھل پڑا۔ پھر زبردستی مسکرا کر بولا۔

"مام آپ! وہ تو میں زری کو چیک کر رہا تھا کہ یہ کتنی ایماندار ہے۔" اس نے آئیں بائیں شائیں والے لہجے میں کہا۔

"بہتر ہے کہ تم اپنی بونگیاں چھوڑ کر سیدھی طرح سے آکر ہمارے درمیان بیٹھو اور زری۔ تم فٹافٹ چائے سرو کرو۔" پکڑا گیا تو کیا ہوا۔ مگر اس نے پھر بھی ہار نہ مانی اور ایک عزم سے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا جہاں محفل جمی ہوئی تھی۔

"اتنی سی تھی جب دیکھا تھا' ماشاءاللہ اب تو ایمن بیٹی بہت خوب صورت ہوگئی ہے۔" پروین پیار سے اس کی ٹھوڑی چھو کر بولیں۔

"خوب صورتی تو اللہ کی دین ہے۔ اصل خوبی تو اخلاق کی ہوتی ہے۔ صورت پر یوں جیسی' اخلاق چڑیلوں والا ہو تو کیا فائدہ ایسی خوب صورتی کا۔" جلے بھنے ایان نے لقمہ دیا۔

"ارے' پروین بے ساختہ ہنس دیں۔ کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو۔"

اس کی بات پر ایمن نے پہلو بدلا تھا۔ امجد بھی سنجیدہ سے ہوگئے۔

"اور ینگ مین۔ تم کیا کرتے ہو۔" الیاس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"پہلے آسٹریلین سنگر تھے۔ اب اپنے ڈیڈ کا کاروبار سنبھال رہے ہیں۔" داؤد نے متانت سے بتایا۔

"آپ لوگ یہ سموسے تو لیں نا۔ ایمن نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں۔" تابندہ نے ایان کا بنتا بگڑتا منہ دیکھ کر سب کی توجہ اس پر سے ہٹانے کی خاطر کہا۔ مگر یہ ایان۔

"واہ بھئی ایمن' بڑی پھرتیلی ہو۔ ویسے تو ایک نمبر کی کام چور ہو مگر مہمانوں کے لیے اتنی محنت کرلی۔ آئم امپریسڈ۔" اس نے آنکھیں معصومیت سے پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"سو سویٹ بیٹا۔ ہمارے لیے اتنا تردد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" پروین مزید اس پر نثار ہو چلیں۔ ایان منہ ہی منہ کچھ بڑبڑانے لگا۔ ایمن خون آشام نگاہوں سے ایان کو گھور رہی تھی جبکہ داؤد ہنسی ضبط کرنے کی کوشش میں بے حال دکھائی دیتا تھا۔

☆ ☆ ☆

اور پھر اس نے جیسے ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا۔ ہر طرح سے کوشش کرکے دیکھ لی۔ مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی تو مانتے کیسے۔

"میں ہار گیا' میرے یار میں ہار گیا۔" کل ایمن کا نکاح تھا۔ اور رات اس نے معصوم کے سامنے یہ اعتراف کیا۔ وہ سر نہیوڑے ٹیرس کی ٹھنڈی زمین پر بیٹھا آنسو بہانے کی تیاری کر رہا تھا اور معصوم کا دل اس کی بکھری حالت دیکھ کر کٹا جاتا تھا۔

"صبر کریں ایان بھائی۔ صبر کا اللہ نے بہت اجر رکھا ہے۔" وہ اس کے قریب بیٹھا دلاسے دے رہا تھا۔

"قربانی اللہ کے محبوب بندے ہی دیا کرتے ہیں۔ حوصلہ رکھیں اور اپنی محبت کو خوش دلی سے کسی اور

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے حوالے کر کے تاریخ رقم کردیں۔ پھر یہ بھی تو دیکھیں ایمن باجی کتنی خوش ہیں۔" وہ اپنے طور پر تو اسے تسلیاں ہی دے رہا تھا۔

"تم اپنی بکواس بند نہیں کرسکتے۔" ایان دہاڑا تو وہ روہانسا ہو کر بولا۔

"مجھے کیوں ڈانٹ رہے ہیں میں تو صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ داؤد بھائی نے خود انہیں ساتھ لے جاکر شاپنگ..."

"تیری تو۔" ایان نے رونا دھونا بھول کر بے ساختہ ہی اس کی گردن دبوچی تھی۔

☼ ☼ ☼

نکاح کی تقریب کا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔ سرخ اور سفید تازہ گلابوں سے مزین لان کی سجاوٹ قابل دید تھی۔ فینسی لائٹس نے ماحول کو جگمگا رکھا تھا۔ سلطانہ بانو بادامی نفیس سی کڑھائی والے جوڑے میں بڑی سرشار لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی بڑی دلچسپی اور شوق سے گھر میں ہوتی گہما گہمی کو دیکھتی تھیں اور بار بار اپنی ضعیف آنکھوں میں در آتے خوشی کے آنسوؤں کو پونچھتی تھیں۔

گہرے سبز اسٹائلش سے ٹراؤزر شرٹ میں تابندہ بھی بڑی مصروف سی دکھائی دیتی تھیں۔ پنک اور لائٹ پرپل جوڑے میں ملبوس پروین بھی ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔

اندر کمرے میں موجود ایمن کو بیوٹیشن تیار کر کے جاچکی تھی۔ فان اور گولڈن نفیس کام سے مزین نخنوں کو چھوتے فراک پاجامے میں اس کے سراپے کی چھب ہی نرالی تھی۔ ڈیپ ریڈ گولڈن پٹی لگا دوپٹا سر پر ٹکا تھا۔ چھوٹا سا گولڈن یاقوت جڑا ٹیکا۔ اور گولڈن ہی بڑے بڑے بالے نما جھمکے۔ وہ بڑی سرشاری سے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔

"حد کرتے ہو تم ایان۔ ابھی تک تیار نہیں ہوئے مہمان بس آنے ہی والے ہیں۔ شاباش میرا بیٹا ہمت سے کام لو اور جلدی سے تیار ہو کر باہر آؤ۔ حالات کو فیس کرتے ہیں میری جان یوں منہ چھپا کر نہیں بیٹھتے ہری اپ۔" تابندہ کوئی پانچویں بار اس کے کمرے میں آئی تھیں۔ وہ جو بیڈ پر اوندھا پڑا تھا اٹھ کر شاکی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔

"معصوم کچھ تم ہی سمجھاؤ اسے ایسے تو اس کی حالت کا تماشا بن جائے گا۔" وہ اس کی نگاہوں سے نگاہیں چرا کر کونے میں کھڑے سفید کرتے شلوار میں ملبوس معصوم کی جانب متوجہ ہو کر بولیں اور "مجھے کام ہے تم لوگ باہر آؤ" کہہ کر چل دیں۔

"بالکل دلہوں والی شیروانی پسند کی ہے بی بی نے آپ کے لیے۔ قسم سے پہن لیں۔ سب ہی سمجھیں گے کہ آپ ہی دولہا ہیں۔" معصوم نے اسے پچکارا۔

"اللہ کرے داؤد اغوا ہو جائے۔ یا پھر اچانک اس کی کوئی بیوی یہاں آکر سیاپا ڈال دے یا پھر اس کی یادداشت کھو جائے اور وہ مخبوط الحواس ہو جائے۔" ایان نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بددعائیں دینا شروع کردیں۔

"بس بھی کریں ایان بھائی ابھی تو آپ خود سودائی لگ رہے ہیں۔ اب سمجھائیں اپنے دل کو اگر آپ پہلے ہی اپنے اس شوق کی قربانی دے دیتے تو آج یوں ایمن باجی کو قربان ہوتا نہ دیکھ رہے ہوتے۔"

"ہاں تم ٹھیک ہی کہتے ہو شاید۔" وہ یک دم خاموش ہوا اور شیروانی اٹھا کر تھکے تھکے سے انداز میں کپڑے بدلنے چل دیا۔

☼ ☼ ☼

"کالی شیروانی جس کے فٹ کالر پر نفیس سی گولڈن کڑھائی کی گئی تھی۔ میچنگ کھسہ۔ خوب صورت ہیئر کٹ۔ ہلکی ہلکی شیو۔ سنجیدہ تاثرات اور بجھی ہوئی آنکھیں۔

سیڑھیوں سے مرے مرے قدموں کے ساتھ لاؤنج میں اترتا ایان حلیے سے ضرور دلہا دکھائی دے رہا تھا مگر تاثرات سے نہیں۔ اس نے اترتے سے ایک طائرانہ نگاہ لاؤنج پہ ڈالی جہاں سب ہی افراد خانہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

موجود تھے۔ اور تو اور چمکتی، لشکتی دلہن بیگم بھی بڑے طمطراق سے وہیں براجمان تھیں۔

دل میں اک ٹیس سی اٹھی، بڑھتے قدم ٹھہر گئے۔ عقب سے معصوم نے کندھا تھپک کر گویا حوصلہ رکھنے کی تلقین کی مگر یک دم ہی کہیں سے بلیو کرتے شلوار میں خوش باش سے داؤد نے سامنے سے آکر ایان کو یوں گلے لگایا جیسے کب کا بچھڑا ملا ہو۔

"اب تو ناراضی ختم کردو، دوست۔ آج تو بے حد خوشی کا موقع ہے۔" ایان اس کے والہانہ انداز پر دم بخود تھا۔ (اس کی یہ "ہمت")

"ہاں برخوردار شکل پر پارہ کیوں بجا رکھے ہیں۔ بھئی ہنسو، مسکراؤ۔" ڈارک گرے نفیس سے کرتے شلوار میں امجد بھی آگے بڑھے۔ (آہ۔ ظالم سماج)

"ہم۔ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے ناچار مسکرا کر کہا۔ جبکہ دل رونے کو چاہ رہا تھا۔

"ارے آپ لوگ جلدی کیجیے۔ مولوی صاحب آتے ہوں گے نکاح کا وقت نکلا جا رہا ہے۔" تابندہ نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ ان کے نرغے میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا لاؤنج کے صوفوں تک چلا آیا۔ ان سب کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ سجی تھی۔ وہ الجھ گیا۔

"آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" کنفیوژن سے سوال کیا۔

"اے لو۔" سلطانہ قربان جانے والے لہجے میں مسکرا کر بولیں۔ "ہائے میرا معصوم بچہ۔ نہیں سمجھا۔" ان کی بات پر دلہن بیگم کے گلگوں لبوں پر بھی مسکراہٹ چمکی۔

"میں کیا نہیں سمجھا۔ کیا ہو رہا ہے یہ سب" وہ ایک دم سے ہونق بن گیا۔

"ایک منٹ۔ میں سب سمجھاتا ہوں۔ مگر پہلے اس سے تو ملو۔" داؤد اپنے عقب میں چھپی گلابی لباس میں ملبوس خوب صورت اور طرح دار حسینہ کو آگے لاتے ہوئے بولا۔

"کون ہے یہ لڑکی۔" صدمے سے بھرپور آواز (ایان کی)

"کہیں آپ لوگ میرا نکاح زبردستی اس لڑکی کے ساتھ تو نہیں کروا رہے۔" وہ ہوش میں آگیا تھا جیسے۔

"اوہ نو ایان، داؤد مسکرا دیا۔ یہ اریبہ ہے میری ہونے والی بیوی۔ مائے فرسٹ لو۔" داؤد نے جذبے لٹاتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مگر تم تو ایمن سے۔ میرا مطلب ہے کہ آج تو تمہارا نکاح۔" مارے حیرانی کے اس کے منہ سے بے ربط سے جملے نکلے۔

"نہیں ایان۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں شروع سے بتاتا ہوں۔ ہاں معصوم کی یہ بات سچ ہے کہ میری پاکستان آمد کا مقصد صرف عید کرنا ہی نہیں تھا۔ میں یہاں اریبہ کے لیے آیا تھا۔ اس کی اور میری دوستی فیس بک پر ہوئی اور بعد میں یہ دوستی دل کے رشتے میں بدل گئی۔ مگر یہاں وہی روایتی صورت حال ہو گئی کہ "آوارہ فارن" لڑکے سے اسے بچانے کے لیے اس کے گھر والوں نے اس کی شادی طے کر دی۔ میں بہت فکر مند ہو کر پاکستان آیا مگر بات بنتی دکھائی نہ دی۔ کچھ سوچ کر میں نے ایمن سے سب ڈسکس کیا اور اس پیاری لڑکی نے میرا مکمل ساتھ دیا، نہ صرف اریبہ کے گھر والوں کو میرے حق میں ہموار کیا بلکہ ہمیں منسوب کروا کر شادی کی تاریخ تک طے کروا دی۔ اب اتنی پیاری لڑکی کی مدد کرنا میرا اخلاقی فرض بنتا تھا نا بس اسی لیے اس کی بلکہ سارے گھر والوں کی مشترکہ پریشانی یعنی تمہاری غیر سنجیدگی کو سنجیدگی میں بدلنے کے لیے بس چھوٹا سا اسکرپٹ اسٹیج کرنا پڑا اور دیکھ لو ہماری مشترکہ کوششیں آخر کار رنگ لے ہی آئیں۔" وہ بڑے مزے سے کہتا چلا گیا۔ ایان بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

"مگر میں نے تو خود اپنے گنہگار کانوں سے۔" معصوم نے کہنا چاہا۔

"وہی سنا جو ہم نے سنوایا میاں! ہم تمہاری کن سوئیاں لینے والی عادت سے خوب واقف ہیں۔" امجد نے مسکرا کر کہا تو معصوم کھسیا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تم۔ تم داؤد یک لخت ہی پتھر بنے ایان میں جان پڑی۔ اور اس نے لپک کر داؤد کو گلے سے لگا لیا۔

"مجھے معاف کردو میرے بھائی میں نے تمہیں کتنا غلط سمجھا تھا۔" شدتِ جذبات سے اس کی آواز کانپ کانپ گئی۔

"ارے اب ختم کرو۔ باہر مہمان آچکے ہیں۔ قاضی صاحب کا تو پتا کرو اور کتنی دیر کرنی ہے۔" سلطانہ نے اچانک کہا۔ سب الرٹ ہوگئے۔ اور ہنستے مسکراتے باہر نکلنے لگے۔ تب ہی جان بوجھ کر سب سے پیچھے رہ جانے والے دولہا نے اریبہ کے ساتھ باہر نکلتی اپنی دلہن کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"نیور مائنڈ۔ مگر صرف دو منٹ۔" کندھے اچکا کر مسکراتی ہوئی اریبہ باہر نکل گئی۔

"اونو۔ کیا مسئلہ ہے ہاتھ چھوڑو میرا۔" گالوں پر شفق پھوٹنے لگی تھی۔ ایمن نے شرم کو جھلاہٹ کے پردے میں چھپایا۔

"اتنی آسانی سے نہیں چھوڑوں گا جانم۔ آخر کو اپنا دیرینہ خواب "قربان" کرکے تمہیں پایا ہے۔" وہ بڑی میٹھی نگاہوں سے اسے تک رہا تھا۔

"رہنے دو۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔ "تب ہی اتنے ہارے ہوئے انداز میں میرے اور داؤد بھائی کے نکاح میں شریک ہونے کے لیے تشریف لا رہے تھے۔"

"تو کیا کرتا اور۔ تم سب نے مل کر مجھے بے وقوف ہی اس طرح بنایا تھا۔ اور پھر کچھ معصوم کے اقوالِ زریں کا اثر۔ وہ مجھے مسلسل ایثار و قربانی کے فضائل پر اتنے لیکچر پلا رہا تھا کہ مجھے لگا اگر تمہاری بہتری داؤد کے ساتھ ہے تو مجھے رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔" وہ اتنے بے ساختہ و بے ریا لہجے میں بولا کہ ایمن کو اس پر بے ساختہ فخر محسوس ہوا۔

"تم بہت اچھے ہو ایان' اس نے شرمیں مسکراہٹ سے کہا' تمہیں خوامخواہ تمہارے اس شوق نے اسپائل کر رکھا تھا مگر شکر ہے اب سب ٹھیک ہوگیا۔"

"ہاں تم بھی مل گئیں اور میں جانتا ہوں تمہیں میری سنگت پر کوئی اعتراض بھی نہ ہوگا۔" اس نے بڑے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"ایان۔" ایمن نے بوکھلا کر کہا۔

"ابھی بھی وقت ہے میرے پاس' اگر تم نے دوبارہ یہ بات کی تو میں تم سے نکاح کرنے سے صاف انکار کردوں گی۔" وہ دھمکانے لگی۔

"ارے۔ ارے" اس نے ایمن کے کڑے تاثرات دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "میں تو مذاق کر رہا تھا ڈیئر بھلا' قربان کردینے والی چیز کو بھی کبھی کوئی واپس لیا کرتا ہے۔" اس نے کہا۔ تو ایمن بے ساختہ ہنس پڑی۔ اسے مسکراتے دیکھ کر ایان نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا تھا۔

اندھیرا چھٹ چکا تھا۔ ستاروں سے بھی کہکشاں ان کی منتظر تھی۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف
سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

ایک تھی مثال

رخسانہ نگار عدنان

مکمل ناول کتابی شکل
میں شائع ہو گیا ہے

قیمت -/500 روپے

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر:
32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY